HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: **http://habibiaislamicus.com**

Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: **www.habibia.edu.pk**,

This work is licensed under a **Creative Commons Attribution 4.0 International License**.

TOPIC:

MANIFESTATIONS OF LEGAL FACILITATION IN THE LIVES OF THE COMPANIONS: AN ANALYSIS OF SELECTED CASE EXAMPLES

صحابہ کے احوال میں تیسیرِ شریعت کے مظاہر: چند واقعاتی مثالوں کا جائزہ

AUTHORS:

1. Muhammad Hassan Saeed, Assistant Professor, National University of Computer & Emerging Sciences (Fast) Karachi. Email ID: hassan.saeed@nu.edu.pk
2. Muhammad Shahzad Shaikh, Associate Professor, National University of Computer & Emerging Sciences (Fast) Karachi. Email ID: shahzad.shaikh@nu.edu.pk
3. Farhan Ali Memon, Lecturer, National University of Computer & Emerging Sciences (Fast) Karachi. Email ID: farhan.ali@nu.edu.pk

How to Cite: Saeed, Muhammad Hassan, Muhammad Shahzad Shaikh, and Farhan Ali Memon. 2025. MANIFESTATIONS OF LEGAL FACILITATION IN THE LIVES OF THE COMPANIONS: AN ANALYSIS OF SELECTED CASE EXAMPLES: صحابہ کے احوال میں تیسیرِ شریعت کے مظاہر: چند واقعاتی مثالوں کا جائزہ". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 9 (4):01-12.

DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2025.0904u01

URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/337

Vol. 9, No.4 || October–December 2025 || P. 1-12

Published online: 2025-12-30

QR. Code

MANIFESTATIONS OF LEGAL FACILITATION IN THE LIVES OF THE COMPANIONS: AN ANALYSIS OF SELECTED CASE EXAMPLES

صحابہ کے احوال میں تیسیرِ شریعت کے مظاہر: چند واقعاتی مثالوں کا جائزہ

Muhammad Hassan Saeed, Muhammad Shahzad Shaikh, Farhan Ali Memon,

ABSTRACT:

This study explores how selected events from the lives of the Companions of the Prophet Muhammad (peace be upon him) became sources of ease, flexibility, and facilitation (taysīr) within Islamic law. By focusing on a few key examples, the research shows how the personal circumstances, questions, and actions of certain Sahaba led to divine concessions, relaxed rulings, or modified instructions during the prophetic era. These situations often reflected genuine hardships faced by the Companions, and in several cases, Allah granted adjustments to legal commands in response to their needs. Drawing upon Qur'anic verses, authentic hadith reports, and classical scholarly explanations, the study highlights instances where rulings were lightened, exceptions were allowed, or earlier directives were revised due to specific circumstances of the Sahaba. These examples demonstrate that the principles of ease and flexibility in Islamic law were shaped through real events rather than theoretical discussions. Ultimately, the study shows that the lived experiences of the Companions played a meaningful role in establishing important foundations of taysīr within the Islamic legal tradition, emphasizing that sharia takes human capacity and practical conditions into full consideration.

KEYWORDS: *Sahaba, Taysīr, Concessions in Fiqh, Flexibility in Islamic Law, Takhfīf*

تعارف:(Introduction)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب بھی کسی معاملے میں آپ کے سامنے عمل کے لیے دو صورتیں ہوتی تو آپ اس میں سے جو صورت ایسر واخف (آسان اور ہلکی) ہوتی اسے اختیار فرماتے۔ تاوقت یہ کہ اس میں کسی قسم کی معصیت کا ارتکاب نہ ہو، ہاں اگر اس میں کسی گناہ کے ارتکاب کا اندیشہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والوں میں سے ہوتے۔ [1] اس تحقیق کا مقصد اُن منتخب صحابہ کرام کے حالات وواقعات کا علمی جائزہ پیش کرنا ہے جن کے اعمال، سوالات یا خصوصی حالات کی بنا پر اسلامی احکام میں آسانی، نرمی اور تخفیف کا ظہور ہوا۔ متعدد مواقع پر ایسا ہوا کہ صحابہ کرام کو درپیش حقیقی مشکلات یا ان کے مخصوص حالاتِ زندگی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بعض احکام میں ترمیم، تخفیف، وضاحت یا استثناء نازل فرمایا، جو دراصل اللہ کی رحمت اور امت کے لیے عملی سہولت کا مظہر تھا۔

قرآنی آیات، مستند احادیث اور معتبر اہلِ علم کی تشریحات کا تحقیقی مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ شریعت میں موجود بہت سی سہولتیں محض نظری اصول نہیں بلکہ وہ براہِ راست صحابہ کرام کی زندگیوں میں رونما ہونے والے واقعات سے مربوط ہیں۔ یہی واقعات اسلامی قانون میں لچک، آسانی اور اعتدال کے اصولوں کی تشکیل اور ان کی توضیح میں بنیاد کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

یہ تحقیق اس امر کو واضح کرتی ہے کہ مخصوص صحابہ کرام کی موجودگی، ان کے عملی تجربات اور ان کے حالات نے تیسیرِ شریعت (ease in law) کے اصولوں کو اجاگر کرنے اور شریعت میں موجود سہولتوں کے بیان وارتقا میں نمایاں کردار ادا کیا۔

تحقیقی خلاء اور زیرِ نظر جائزے کے امتیازات(Research Gap & Distinctive Aspects of the Current Analysis)

1. اسلامی مطالعات میں اس نسبتاً کم زیرِ تحقیق پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔
2. اس تحقیق کا مرکز وہ صحابہ کرام ہیں جن کے اعمال، سوالات یا حالات کی وجہ سے اسلامی احکام میں آسانی اور سہولت پیدا ہوئی۔
3. قرآنی آیات، مستند احادیث اور صحابہ کے عملی نمونوں کا استعمال کرتے ہوئے احکام اور رعایتوں کی وضاحت کرتی ہے۔
4. شریعت کی عملی اور ارتقائی نوعیت اور اصولِ تیسیر (Taysir) کے اطلاق کو اجاگر کرتی ہے۔

یہ تحقیق بیان کرتی ہے کہ کس طرح الٰہی رحمت اور انسانی حالات نے سہولت پیدا کرنے والے احکام پر اثر ڈالا۔

مقدمہ(Preface)

اسلامی فقہ کی تدوین اور اصولِ استنباط کی تشکیل میں عہدِ نبوی کے واقعات کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے، خصوصاً وہ عملی حوادث جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہ راست شریک تھے۔ ان واقعات میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے نتیجے میں احکام شریعت میں تخفیف، تیسیر یا تخصیص کے پہلو نمایاں ہوئے، مگر ان کا تحقیقی مطالعہ عمومی طور پر بکھری ہوئی روایات کی حد تک محدود رہتا ہے۔

اس پس منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان واقعات کو ایک مربوط علمی مطالعے کے تحت جمع کیا جائے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ صحابہ کرام کے انفرادی احوال نے شریعت کے سہولت بخش پہلوؤں کے ظہور میں کیا کردار ادا کیا۔ مزید یہ کہ ان واقعات کے اثرات فقہی اصولوں پر کس درجے میں مرتب ہوئے اور بعد کی فقہی روایت نے انہیں کس زاویے سے برتا۔

یہ تحقیق انہی علمی سوالات کی بنیاد پر مرتب کی جارہی ہے، تاکہ تیسیرِ شریعت کے تاریخی اور عملی مصادر کو زیادہ منظم، موثق اور قابلِ فہم انداز میں پیش کیا جاسکے۔

منہج تحقیق(Research Methodology)

یہ تحقیق معنوی(Qualitative)، تاریخی (Historical) اور تحلیلی (Analytical) انداز میں کی گئی ہے اور اس کا بنیادی ماخذ متنی (Textual) وسائل ہیں۔ قرآنی آیات، مستند احادیث، تفاسیر کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں الٰہی تخفیف، رخصت یا ترمیم واقع ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ اور مشروعیت تیمم

صحابیہ کا تعارف

صدیقہ بنت صدیق اُمّ المؤمنین سیدۃ عائشہ صدیقہ دختر ابو بکر، والدہ کا نام ام رومان تھا۔ ہجرت سے دو سال قبل آنحضرت سے نکاح ہوا۔ اس سے پیشتر حضرت جبرئیل نے ام المؤمنین کی صورت آپ کو ایک ریشمی رومال میں دکھادی تھی۔ ازواجِ مطہرات میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتی تھیں۔ آپ نہ صرف مجتہدہ صحابہ میں شمار ہوتی تھیں بلکہ جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان پیچیدہ مسائل میں رہنمائی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ اُن کے اشکالات کا مدلل اور اطمینان بخش جواب مرحمت فرماتیں۔ ایک بڑی تعداد میں صحابہ و تابعین کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ علم، فہمِ دین، فقہ، حدیث، ادب اور حکمت میں آپ کی دسترس اس قدر وسیع تھی کہ کبار صحابہ کرام اور معتمد صحابیات بھی آپ کی آراء پر کامل اعتماد کیا کرتے تھے۔ آپ نے بروز منگل، 17 رمضان، 57 یا 58 ہجری میں وفات پائی۔ وفات نبی کے وقت آپ کی عمر مبارک 18 برس تھی۔[2]

شریعت کی اصطلاح میں، جب پانی دستیاب نہ ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں پاک مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنے کا عمل تیمم کہلاتا ہے۔

یہ عمل وضو یا غسل کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

تیمم کی مشروعیت راجح قول کے مطابق سن پانچ ہجری میں ہوئی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس ہار کی تلاش میں ٹھہرے رہے اور لوگوں کے پاس پانی موجود نہیں تھا، پھر جب صبح کا وقت قریب ہوا اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔

چناں چہ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:" خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ:

فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا سورة المائدة آية 6، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ". [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہمارا قافلہ بیداء یا ذاتُ الجیش کے مقام تک پہنچا تو میرا ہار کہیں گر گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں پڑاؤ ڈالنے کا حکم فرمایا تاکہ ہار تلاش کیا جا سکے، اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ہی کے ساتھ رک گئے۔ لیکن وہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، اور کسی کے پاس بھی پانی باقی نہ رہا تھا۔

لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شکایت کے انداز میں کہنے لگے: ذرا دیکھیے تو صحیح، عائشہ نے کیسا معاملہ بنا دیا ہے! نہ حضور آگے بڑھ رہے ہیں اور نہ ہم، حالانکہ یہاں پانی کا کوئی ذریعہ نہیں اور ہمارے مشکیزے بھی خالی ہو چکے ہیں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے آرام فرما تھے۔ آپ نے مجھے سخت سرزنش کی اور وہ سب کچھ فرمایا جو اللہ کو منظور تھا۔ ساتھ ہی خفگی میں میری کوکھ پر چٹکی بھی بھری۔ لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا خیال کرتے ہوئے ذرا بھی نہ ہلی۔

صبح کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو اب تک کہیں پانی نظر نہ آتا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی۔ اس پر اُسَید بن حُضَیر نے خوشی سے کہا: ﴿اے گھرانۂ ابو بکر! یہ برکت تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔﴾ پھر جب میری سواری اٹھائی گئی تو میرا ہار اسی کے نیچے سے نکل آیا۔

آیت تیمم سورۂ مائدہ کی مندرجہ ذیل آیت ہے:

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔[4]

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کر لو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کر دے، تاکہ تم شکر گزار بنو۔[5]

یہ مثال احکام شرعیہ میں تیسیر و تسہیل کی وہ نمونہ ہے جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کردار واضح ہے۔ جہاں اس حکمِ شرعی میں آپ تخفیف کا باعث نظر آتی ہیں وہاں ہمیں یہ سمجھنے میں قطعاً کوئی مشکل نہیں ہوتی کہ عملی احکام میں تسہیل و تیسیر کا پہلو خاصہ نمایا ہے۔

چناں چہ مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں رقمطراز ہیں:

یہ حکم اس اصول کی واضح تعبیر ہے کہ شریعت کا منشا مکلفین پر مشقت ڈالنا نہیں بلکہ تخفیف اور سہولت فراہم کرنا ہے۔ طہارت کے متعدد ذرائع مقرر کیے جانا اسی حکمت کا حصہ ہے، تاکہ عبادت کا التزام کسی ایک مخصوص ذریعے پر منحصر نہ رہے۔ اگر طہارت کا واحد وسیلہ پانی قرار پاتا تو عدمِ دستیابی یا ضرر کی صورت میں طہارت اور نتیجتاً عبادت کا قیام ناممکن ہو جاتا۔

مزید بر آں، یہ احکام اس وسیع تر مقصد کی تکمیل کرتے ہیں کہ انسان کی ظاہری و باطنی پاکیزگی برقرار رہے۔ طہارتِ بدن شریعت کے فروعی احکام میں شامل ہے، جبکہ طہارتِ قلب جملہ عبادات اور اطاعات کا بنیادی مقصد ہے؛ چنانچہ "تطہیر" کا مفہوم دونوں اقسام کی پاکیزگی کو محیط ہے۔ بالآخر، یہ تمام احکام اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ کاملہ کا حصہ ہیں کہ اس نے عبادت کے راستے کو قابلِ عمل، سہل اور استعداد کے مطابق رکھا، تاکہ بندہ ہر حال میں طہارت اور عبادت کی استطاعت رکھے اور اس کے نتیجے میں اپنے رب کے شکر، اطاعت اور قرب کا مستحق بن سکے۔[6]

تیسیر کے اسی اصول کو مولانا عبد الماجد دریابادی کچھ یوں بیان فرماتے نظر آتے ہیں:

آیت میں ایک بہت بڑی اصل کا بیان آگیا۔ یعنی یہ کہ اللہ نے شریعت میں مشقت و تعب نہیں رکھی ہے۔ اور اس ایک اصل سے بیسیوں مسائل نکل سکتے ہیں۔ اور (محقق رازی) کی نظر اس نکتہ تک خوب پہنچی ہے فرماتے ہیں:

﴿اعلم ان هذه الاية اصل كبير معتبر فى الشرع وهو ان الاصل فى المضار ان لا تكون مشروعة﴾

احکام کا وہ مجموعہ جس پر شریعت کا اطلاق ہوتا ہے، وہ تو نام ہی بہترین نقشہ زندگی کا ہے۔ اور اس کا مقصود بھی یہ ہے کہ جو کوئی اس ہدایت نامہ پر عمل کرے، وہ زندگی کی دشواریوں کو بہترین اور سہل ترین طریقہ پر عبور کر سکے۔ احکام شریعت کو سخت سمجھ لینا ایسا ہے جیسے کوئی بچہ اپنے شفیق اور تجربہ کار باپ کی ہدایتوں کو، یا کوئی مریض اپنے دلسوز اور حاذق طبیب کے احکام کو ظالم و جبر سے تعبیر کرنے لگے، بلکہ ان دونوں مثالوں سے بھی کہیں بڑھ کر احمقانہ۔[7]

حضرت قیس بن صرمہ انصاری اور تحدیدِ صوم

صحابی کا تعارف

حضرت ابو قیس صرمہ بن ابو انس بن مالک بن عدی بن غنم بن نجار۔ آپ نے زمانہ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور وہ اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ بتوں کے قریب بھی نہیں جاتے تھے۔ جنابت کے بعد غسل کرتے تھے۔ عیسائی ہونے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر رک گئے تھے۔ اپنے گھر ایک کمرے کو مسجد بنایا ہوا تھا جس میں حائضہ اور جنبی کو گھسنے نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ رب ابراہیم کی عبادت کرتے ہیں۔ جب آنحضرت تشریف لائے تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ وہ اس وقت کافی بوڑھے ہو چکے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حق و صداقت کے زبردست حامی تھے۔ چناں چہ اس باب میں انھوں نے عمدہ اشعار کہے۔ (8)

روزے کے ابتدائی احکام بتدریج نازل ہوئے اور صحابہ کرامؓ ان ہدایات کے مطابق نہایت پابندی اور احتیاط سے عمل کیا کرتے تھے۔ انہی ابتدائی احکام کے پس منظر میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آئے جنہوں نے امت کے لیے آسانی کے دروازے کھولے۔ زیرِ نظر روایت بھی اسی سلسلے کی ایک جھلک ہے، جس میں روزے کی راتوں کے بارے میں نازل ہونے والی رخصت اور رحمتِ الٰہی کا بیان ہے۔

شروع شروع میں حکم یہ تھا کہ اگر کوئی شخص روزہ افطار کرنے کے بعد ذرا سا بھی سو جائے تو اس کے لئے رات کے وقت بھی نہ کھانا جائز ہوتا تھا نہ جماع کرنا، بعض حضرات سے اس حکم کی خلاف ورزی سرزد ہوئی اور انہوں نے رات کے وقت اپنی بیویوں سے جماع کر لیا، یہ آیت اس خلاف ورزی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور ساتھ ہی جن حضرات سے یہ غلطی ہوئی تھی ان کی معافی کا اعلان کر کے آئندہ کے لئے یہ پابندی اٹھا رہی ہے۔ (9)

چناں چہ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنْ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ. (10)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی روزے سے ہوتا اور افطار کے وقت وہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھا سکتا اور نہ دوسرے دن، یہاں

تک کہ شام ہو جاتی۔ ایک دن قیس بن صرمہ انصاریؓ روزے سے تھے افطار کا وقت آیا تو اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں لیکن میں کہیں جاتی ہوں اور تمہارے لیے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں۔ وہ سارا دن محنت مزدوری کرتے تھے۔ ان پر نیند غالب آگئی اور سو گئے۔ پھر جب ان کی اہلیہ آئیں تو انھیں سویا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں: ہائے تمہاری محرومی! وہ دوسرے دن دوپہر کے وقت بھوک کے مارے بے ہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ﴾ تمہارے لیے روزوں کی رات اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین بہت خوش ہوئے۔ یہ بھی آیت نازل ہوئی: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا﴾ کھاؤ پیو تا آنکہ شب کی سیاہ دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔ روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا۔ بعد ازاں، روزے کے دن کھانے پینے کے اوقات کے متعلق حکم بھی نازل ہوا: ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر﴾

یہ واقعہ روزے کے احکام میں وضاحت اور سہولت کی نشاندہی کرتا ہے، اور صحابہ کرام کے تجربات کے ذریعے شریعت میں آسانیوں کا عملی مظاہرہ ہے۔ چناں چہ اس سلسلے میں آیت قرآنیہ بھی ملاحظہ فرمائے اور مفسرین کی تحقیق سے بھی محظوظ ہوں۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ-(11)

حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لیے رمضان کا راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو، اللہ نے معلوم کیا کہ تم چوری سے ایسا کرتے تھے۔ سو معاف کر دیا تم کو اور درگزر کی تم سے پس اب صحبت کرو ان سے اور ڈھونڈو جو لکھ دیا اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں اولاد سے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اپنی مایہ ناز تفسیر میں رقمطراز ہیں:

رمضان کی رات میں جو نیند کے بعد کھانا پینا عورت کے پاس جانا حرام تھا اس میں بھی سہولت کر دی گئی اب تمام رات میں جب چاہو عورتوں کے ساتھ اختلاط کرو۔ (12)

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

اسی طرح بعض صحابہ سونے کے بعد اپنی بیبیوں کے ساتھ اختلاط میں مبتلا ہو کر پریشان ہوئے ان واقعات کے بعد یہ آیت نازل ہوئی جس میں پہلا حکم منسوخ کر کے غروب آفتاب کے بعد سے طلوع صبح صادق تک پوری رات میں کھانے پینے اور مباشرت کی اجازت دے

دی گئی اگرچہ سو کر اٹھنے کے بعد ہو بلکہ سو کر اٹھنے کے بعد آخر شب میں سحری کھانا سنت قرار دیا گیا جس کا ذکر روایات حدیث میں واضح ہے اس آیت میں اسی حکم کا بیان کیا گیا ہے۔(13)

حضرت خولہ بنت ثعلبہ اور حکمِ ظہار

تعارف صحابیہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جن خاتون کا ذکر فرمایا ہے، وہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ ہیں، وہ حضرت اوس ابن صامت کے نکاح میں تھیں، اکابر صحابہ کی نظر میں ان کی کیا قدر و منزلت تھی؟ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک بار حضرت عمر اپنے عہد خلافت میں گدھے پر سوار ہو کر گزر رہے تھے، کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے کہ حضرت خولہ نے ان کو روکا اور کسی رُورعایت کے بغیر دیر تک بات کرتی رہیں، کہنے لگیں: اے عمر! ایک زمانہ تھا کہ لوگ تم کو عمیر کہا کرتے تھے، عمیر کے معنی چھوٹے عمر کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ تم کو کوئی خاص مقام حاصل نہیں تھا، پھر لوگ تم کو عمر کہنے لگے، اب وقت آیا کہ تم کو امیر المومنین کہا جاتا ہے تو اے عمر! اللہ سے ڈرو، جس کو موت کا یقین ہوتا ہے، وہ ڈرتا رہتا ہے کہ کوئی ضروری کام رہ نہ جائے، اور جس کو حساب و کتاب کا یقین ہوتا ہے، وہ عذاب سے ڈرتا رہتا ہے، حضرت عمر برابر ٹھہرے ان کی بات سنتے رہے، لوگوں نے حضرت عمر سے عرض کیا: اس بڑھیا کے لئے آپ اتنی دیر ٹھہرے رہتے ہیں، حضرت عمر نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر یہ مجھے صبح سے شام تک بھی روکے رکھتیں تو میں سوائے فرض نماز کے یہاں سے نہیں ہٹتا، تم جانتے ہو، یہ بوڑھی خاتون کون ہیں؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں، جن کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی ہے، کیا رب العالمین تو ان کی بات سنیں اور عمر نہ سنے؟(14)

چناں چہ سنن ابن ماجہ میں اس سلسلے میں حدیث موجود ہے:

عَن عائشةَ ، قالَت : الحمدُ للهِ الذي وسِعَ سمعُه الأصواتَ ، لقَد جاءتِ المُجادلةُ إلى رسولِ اللهِ، صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ ، تُكَلِّمُه في جانبِ البيتِ ما أسمعُ ما تقولُ فأنزلَ اللهُ ، عزَّ وجلَّ قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللهِ الآيَة (15)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بابرکت ہے وہ ذات جو ہر چیز کو سنتی ہے، میں خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی بات سن رہی تھی، کچھ باتیں سمجھ میں نہیں آرہی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھیں کہ میرا شوہر میری جوانی کھا گیا، میں اس کی اولاد جنتی رہی، جب میں بوڑھی ہو گئی اور ولادت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا، اے اللہ! میں تجھ ہی سے شکوہ کرتی ہوں، وہ ابھی وہاں سے ہٹی بھی نہیں تھیں کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیتیں لے کر اترے: «قد سمع الله قول التي

تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله» اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے شکوہ کر رہی تھی۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ہمیں سورۂ مجادلہ میں ملتا ہے، چناں چہ ارشاد خداوندی ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (16)

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملے میں آپ سے بحث کر رہی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، بیشک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔

مفسر دریابادی فرماتے ہیں:

حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اسلامی تاریخ میں ایک روشن مثال ہے۔ ان کے شوہر اَوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے غصے میں آکر ظہار کے الفاظ کہہ دیے: ﴿أنتِ عليَّ كظَهرِ أُمِّي﴾ یعنی تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ عرب کے عرف میں یہ جملہ طلاق کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ جب معاملہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے بھی رائج دستور کے مطابق فرمایا کہ تم اپنے شوہر پر حرام ہو گئی ہو۔ اس پر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے مؤدبانہ عرض کی کہ شوہر نے صریح لفظِ طلاق نہیں کہا اور پھر دل بھر کر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کی۔ اسی موقع پر سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ادنیٰ سے ادنیٰ بندوں کی فریاد بھی سنتا ہے۔

آیتِ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ﴾ میں ﴿قد﴾ اس توقع کے پورا ہونے کی علامت ہے جو رسول اللہ ﷺ اور اس مظلوم صحابیہ کے دلوں میں تھی کہ ان کی پکار ضرور سنی جائے گی۔﴿ والمجادلة كانا يتوقعان ان يسمع مجادلتها وشكواها وينزل فى ذلك مايفرج عنها ﴾ (17)

خلاصہ (Conclusion Summary)

اس تحقیق میں یہ واضح کیا گیا کہ شریعتِ اسلامیہ میں تیسیر، تخفیف اور رخصت کے اصول محض فقہی نظریات نہیں بلکہ اپنی بنیاد میں اُن حقیقی واقعات سے جڑے ہوئے ہیں جو عہدِ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیش آئے۔ ان واقعات نے نہ صرف بعض احکام میں سہولت کا ظہور ممکن بنایا بلکہ اصولِ فقہ میں ایسے قواعد کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کیا جو آج تک موجود ہیں۔

قرآنی نصوص، صحیح احادیث اور معتبر تفسیری مصادر کے تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ صحابہ کے مخصوص حالات، ان کے سوالات اور عملی تجربات نے شریعت کے رحمت بھرے پہلوؤں کو نمایاں کرنے میں گہرا اثر چھوڑا۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا

ہے کہ شریعت انسانی فطرت اور عملی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر اترتی ہے، اور اس کے اندر موجود لچک کا تعلق براہِ راست ان تاریخی واقعات سے ہے جو امت کے اولین دور میں پیش آئے۔

یوں یہ تحقیق اس امر کو مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے کہ تیسیرِ شریعت کا تصور ایک زندہ، تجرباتی اور عملی حقیقت ہے، جو شریعت کی جامعیت اور انسانی مزاج کے ساتھ اس کی ہم آہنگی کا روشن ثبوت ہے۔

مزید تحقیق کے لیے رہنمائی(Recommendation for Further Research)

- مختلف صحابہ کے انفرادی حالات کا مزید مفصل تجزیہ کرنا۔
- یہ معلوم کرنا کہ بعد کی فقہی تاریخ نے ان واقعات کو کس طرح اصولی قواعد میں تبدیل کیا۔
- موازنہ کے طور پر یہ تحقیق کرنا کہ تیسیر کے اصول ائمہ مجتہدین کے مذاہب میں کس درجے میں اثر انداز ہوئے۔
- درجات تیسیر و تخفیف کا تجزیہ کرنا۔
- مختلف فقہی مکاتب میں ان واقعات کی تعبیر میں کوئی نمایاں اختلاف موجود ہے یا نہیں۔
- عصرِ حاضر کے فروعی مسائل میں ان اصولوں کے عملی اطلاق کا جائزہ لینا۔

حوالہ جات:

(1)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب ج:3، ص:2723، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(2)ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص788، ج3، مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(3) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التفسیر، ج:3، ص:2020، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(4)سورۃ المائدہ:6

(5)عثمانی، مفتی تقی، آسان ترجمہ و تفسیر قرآن، ص224، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع 2021ء/1442ھ۔

(6)عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ص48، مکتبہ ادارۃ المعارف، کراچی، طبع 2001ء/1422ھ۔

(7)دوریابادی، مولانا عبد الماجد، تفسیر ماجدی، ص865، ج1 مجلس نشریات قرآن، کراچی، طبع 1998ء/1418ھ۔

(8)ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص545، ج3 مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(9)عثمانی، مفتی تقی، آسان ترجمہ و تفسیر قرآن، ص122، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع 2021ء/1442ھ۔

(10) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الصوم، ج:3، ص:2020، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(11)سورۃ البقرۃ:187

(12) عثمانی، علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی، ص50، ج1 مکتبہ بشریٰ، کراچی، طبع 2015ء/1436ھ۔

(13) عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ص453، ج1 مکتبہ ادارۃ المعارف، کراچی، طبع 2001ء/1422ھ۔

(14) ابن اثیر، ابوالحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص728، ج3 مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(15) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، باب فی ماانکرت الجہمیہ، ج:1، ص:161، مکتبہ بشریٰ، طبع 2020ء/1441ھ۔

(16) سورۃ المجادلہ:1

(17) دریابادی، مولانا عبدالماجد، تفسیر ماجدی، ص344، ج1 مجلس نشریات قرآن، کراچی، طبع 1998ء/1418ھ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.